

رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ

فیضانِ اعلیٰ حضرت

ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں

ہونے والا سنتوں بھر بیان

www.sirat-e-mustaqeem.com



اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

شفاعت کی بشارت

حضرت سیدنا ابو ذر داء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے نبی کریم، رءوف رحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ شفاعت نشان ہے: ”جو شخص صبح و شام مجھ پر دس دس بار دُرودِ پاک پڑھے گا بروزِ قیامت اُسے میری شفاعت پہنچ کر رہے گی۔“ (الترغیب والترہیب، کتاب النوافل، ۳۱۲/۱، حدیث: ۹۹۱)

پڑھتا رہوں کثرت سے دُرود اُن پہ سدا میں
اور ذکر کا بھی شوق پئے غوث و رضادے

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! حصولِ ثواب کی خاطر بیانِ سننے سے پہلے اچھی اچھی نیتیں کر لیتے ہیں۔ فرمانِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ”يَتَى الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِّنْ عَلَيْهِ“ ”مسلمان کی نیت اُس کے عمل سے بہتر ہے۔“ (المعجم الکبیر للطبرانی ج ۶ ص ۱۸۵ حدیث ۵۹۳۲)

دومدنی پھول: (۱) بغیر اچھی نیت کے کسی بھی عمل خیر کا ثواب نہیں ملتا۔

(۲) جتنی اچھی نیتیں زیادہ، اتنا ثواب بھی زیادہ۔

بیانِ سننے کی نیتیں:

لگا ہوں نیچی کیے خوب کان لگا کر بیانِ سنوں گا ❁ ٹیک لگا کر بیٹھنے کے بجائے علمِ دین کی تعظیم کی خاطر

جہاں تک ہو سکا دو زانو بیٹھوں گا ❀ ضرورتاً سمٹ سرک کر دوسرے کے لیے جگہ کشادہ کروں گا ❀ دھکا وغیرہ لگا تو صبر کروں گا، گھورنے، جھڑکنے اور اُلجھنے سے بچوں گا ❀ صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب، اُذْکُرُوْا اللّٰهَ، تُوْبُوْا اِلَی اللّٰه و غیرہ سُن کر ثواب کمانے اور صدالگانے والوں کی دل جوئی کیلئے بلند آواز سے جواب دوں گا ❀ بیان کے بعد خود آگے بڑھ کر سلام و مصافحہ اور انفرادی کوشش کروں گا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَی مُحَمَّد

بیان کرنے کی یتیتیں:

میں بھی نیت کرتا ہوں ❀ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کی رضا پانے اور ثواب کمانے کے لئے بیان کروں گا ❀ دیکھ کر بیان کروں گا ❀ پارہ 14، سورۃ نَحْل، آیت 125: اُدْعُ اِلَی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِکْمَةِ وَالنُّعْظَةِ الْحَسَنَةِ (ترجمہ کنز الایمان: اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے) اور بخاری شریف (حدیث 4361) میں وارد اس فرمانِ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَ لَوْ اٰیَةً۔ یعنی ”پہنچا دو میری طرف سے اگرچہ ایک ہی آیت ہو“ میں دیئے ہوئے احکام کی پیروی کروں گا ❀ نیکی کا حکم دوں گا اور بُرائی سے منع کروں گا ❀ اشعار پڑھتے نیز عربی، انگریزی اور مشکل الفاظ بولتے وقت دل کے اخلاص پر توجہ رکھوں گا یعنی اپنی علمیت کی دھاک بٹھانی مقصود ہوئی تو بولنے سے بچوں گا ❀ مدنی قافلے، مدنی انعامات، نیز علاقائی دورہ، برائے نیکی کی دعوت وغیرہ کی رغبت دلاؤں گا ❀ تہقہہ لگانے اور لگوانے سے بچوں گا ❀ نظر کی حفاظت کا ذہن بنانے کی خاطر حتی الامکان نگاہیں نیچی رکھوں گا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَی مُحَمَّد

بیان کے مدنی پھول:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آج میں آپ کے سامنے ایک ایسی عظیم ہستی کے متعلق چند مدنی

پھول پیش کرنے کی سعادت حاصل کروں گا کہ جن کا فیضان پوری دُنیا میں اور بالخصوص پاک و ہند میں عام ہے۔ یہ عظیم شخصیت اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بہت بڑے ولی ہونے کے ساتھ ساتھ جید عالم دین بھی تھے۔ آپ کے علم و عمل کا چرچا آج بھی پوری دُنیا میں زور و شور سے گونج رہا ہے۔ سب سے پہلے میں ان کی ولادت، کُنتیت اور اَلقَاب بیان کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔ اس کے بعد آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ کا مُبارک حلیہ، آپ کا پاکیزہ بچپن اور آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ کی پاکیزہ عادات نیز آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ کے عشق رسول کے ضمن میں کچھ مدنی پھول بھی پیش کروں گا۔ آخر میں سُر مہ لگانے کے مدنی پھول آپ کے گوش گزار کروں گا اِنْ شَاءَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ۔ آئیے سب سے پہلے اُس عظیم ہستی کی ایک عظیم کرامت سنئے ہیں۔

دوانگریزوں کا قبولِ اسلام:

منقول ہے کہ دو انگریز ایک بہت بڑے عالم دین کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے اِسْتِفْہار کرنے لگے کہ آپ فرماتے ہیں کہ پیغمبرِ اسلام (صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا ہے: عَلَمَاءُ اُمَمَتِیْ کَانِبِیَّاءِ بَنِیْ اِسْرَآئِیْل، یعنی میری اُمت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں۔ کیا آپ اس کا ثبوت دے سکتے ہیں؟ کیونکہ بنی اسرائیل کے پیغمبر تو جانوروں کی بولیاں تک سمجھتے تھے۔ آپ پیغمبرِ اسلام (صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی اُمت کے عالم ہیں، آپ میں کوئی ایسی صلاحیت ہے؟ اتفاق سے اُس وقت دو کونجیں (مُرغابیاں) اڑی چلی جا رہی تھیں، فرنگیوں نے عرض کیا کہ وہ جو کونجیں (مُرغابیاں) اڑی چلی آرہی ہیں وہ ایک دوسری سے کیا باتیں کر رہی ہیں؟

ان عالم صاحب نے فرمایا: میں تو خاکِ پائے اقدس (صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا ادنیٰ غلام ہوں اور اِنکساری ظاہر کی۔ مگر انگریزوں نے اِضرار کیا۔ آپ نے فرمایا! اچھا اگر آپ اِضرار کرتے ہیں تو

سُن لیجئے کہ وہ دونوں کونجیں (مُرغابی) یہ گفتگو کر رہی ہیں: اگلی، پچھلی سے کہہ رہی ہے جلدی کرو، اندھیرا ہو رہا ہے، پچھلی نے اگلی کو جواب دیا ہے کہ جب ہم پچھلی وادی میں جلدی سے اُتری تھیں، تو میرے بائیں پاؤں میں کانٹا پُجھ گیا تھا اس لیے مجھ سے تیز نہیں اُڑا جا رہا، تم آہستہ آہستہ چلو میں پورے زور سے چلتی ہوں تاکہ تمہارے ساتھ ساتھ رہ سکوں۔

اُن فرنگیوں کے پاس اُس وقت بندوق تھی اور دونوں بڑے ناشپاتی تھے ایک نے فوراً نشانہ باندھا تو پچھلی کونج (مُرغابی) گرتے ہی تڑپنے لگی اور اُنہوں نے دیکھا کہ واقعی کونج (مُرغابی) کے بائیں پاؤں میں کانٹا پُجھا ہوا ہے۔ آپ کی یہ کرامت دیکھ کر وہ انگریز مسلمان ہو گئے اور کہنے لگے حُضُور! واقعی دین اسلام سچا ہے۔

(گلستانِ اولیاء از محمد امیر سلطان چشتی مطبوعہ چشتی تہ خانہ فیصل آباد ص 150 از فیضانِ اعلیٰ حضرت، ص 391)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ جانتے ہیں یہ عالمِ دین کون تھے کہ جنہوں نے اپنے نُورِ علم اور نُورِ ولایت سے پرندوں کے درمیان ہونے والی گفتگو سُن کر ان انگریزوں کو بیانِ فرمادی! یہ کوئی اور نہیں بلکہ میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، حضرت علامہ مولانا الحاج الحافظ القاری شاہِ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی تھے۔ آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ جہاں ایک سچے عاشقِ رسول اور باکرامت ولی تھے وہیں ایک زبردست عالمِ دین بھی تھے، کم و بیش پچاس علوم پر آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کو کامل و سترس (یعنی مہارت) حاصل تھی۔

مصطفیٰ کا وہ لاڈ لایا رہا واہ کیا بات اعلیٰ حضرت کی

غوثِ اعظم کی آنکھ کا تارا واہ کیا بات اعلیٰ حضرت کی

ولادتِ باسعادت:

آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ کی ولادتِ باسعادت بریلی شریف کے محلّہ جَسُولی میں ۱۰ شَوَّال المکرم ۱۲۷۲ ہجری بروز ہفتہ بوقتِ ظہر بمطابق 14 جون 1856ء کو ہوئی۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت ج ۱ ص ۵۸ مکتبہ المدینہ)

آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ کا پیدائشی نام ”محمد“ ہے، آپ کی والدہ ماجدہ مَحَبَّت میں ”اُمّن میاں“ فرمایا کرتی تھیں، والد ماجد و دیگر اَعَزّہ ”احمد میاں“ کے نام سے پکارا کرتے۔ آپ کے جدِ اُمجد نے آپ کا اسم شریف ”احمد رضا“ رکھا۔ اور آپ کا تارِ بنی نام ”اَلْمُخْتَار“ ہے (جبکہ کُنیت ابو محمد ہے) اور اعلیٰ حضرت خود اپنے نام سے پہلے ”عبدالمصطفیٰ“ لکھا کرتے تھے۔ (تجلیاتِ امام احمد رضا، ص 21) اس سے آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ کی سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سچی محبت اور غلامی کا اندازہ ہوتا ہے چنانچہ اپنے نعتیہ دیوان حدائقِ بخشش میں ایک جگہ فرماتے ہیں۔

خوف نہ رکھ رضا ذرا، تو تو ہے ”عبدال مصطفیٰ“

تیرے لیے امان ہے، تیرے لیے امان ہے

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَی مُحَمَّد

القابات:

سیدِ اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ کے بیشتر القابات ہیں، جن میں سے آپ کا مشہور ترین لقب ”اعلیٰ حضرت“ ہے۔ اور یہ لقب آپ کی ذات کے ساتھ اس طرح خاص ہے کہ جب بھی اعلیٰ حضرت کہا، سنا جاتا ہے، ذہن فوراً آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ کی طرف ہی جاتا ہے۔ علمائے اہلِ سُنّت آپ کو اور بھی بے شمار القابات سے یاد کرتے ہیں۔ عاشقِ اعلیٰ حضرت، شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے اپنے

رسالے ”تذکرہ امام احمد رضا“ میں سیدی اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ کا ان بارہ القابات کے ساتھ ذکرِ خیر فرمایا ہے: میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسُنّت، ولیِ نعت، عظیمُ البرکت، عظیمُ المرتبت، پروانہٴ شمعِ رسالت، مُجَدِّدِ دین و ملت، حامیِ سُنّت، حاجیِ بدعت، عالمِ شریعت، پیرِ طریقت، باعثِ خیر و برکت وغیرہ۔

حلیہ مبارک:

آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ کے برادرِ زادے (بھتیجے) مولانا حسین رضا خان رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ سیدی اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ کے جمالِ مبارک کا نقشہ کھینچتے ہوئے کچھ یوں فرماتے ہیں: ابتدائی عمر میں آپ کا رنگ چمکدار گندمی تھا، چہرہٴ مبارک پر ہر چیز نہایت موزوں و مناسب تھی، بلند پیشانی، بینی (ناک) مبارک نہایت سُتھواں (پتلی اور خوشنما) تھی، دونوں آنکھیں بہت خوبصورت تھیں، نگاہ میں قدرے تیزی تھی، لاغری (کمزوری) کے سبب سے چہرہ میں گدازی نہ رہی تھی مگر ان میں ملاححت اس قدر عطا ہوئی تھی کہ دیکھنے والے کو اس لاغری (کمزوری) کا احساس بھی نہ ہوتا تھا، داڑھی بڑی خوبصورت تھی، سر مبارک پر زُلفیں کان کی لو تک تھیں، سر مبارک پر ہمیشہ عمامہ شریف سجا رہتا تھا، آپ کا سینہ مبارک باوجود اس لاغری (کمزوری) کے خوب چوڑا محسوس ہوتا تھا، گردن صُراحی دار اور بلند تھی، آپ کا قد میانہ (درمیانہ) تھا، ہر موسم میں سوائے موسمی لباس کے آپ سفید کپڑے ہی زیب تن فرماتے، آپ کی آواز نہایت پُر درد تھی اور کسی قدر بلند بھی تھی، جب آذان دیتے تو سُننے والے ہمہ تن گوش (خوب متوجہ) ہو جاتے، آپ نے ہمیشہ ہندوستانی جو تا پہنا جسے سلیم شاہی جو تا بھی کہتے ہیں، آپ کی رفتار ایسی نرم کہ برابر کے آدمی کو بھی (قدموں کی چاپ) محسوس نہ ہوتی تھی۔ (مجددِ اسلام از علامہ نسیم ہستوی مطبوعہ لاہور ص 32، 33، بتغیر) لیکن کمال یہ کہ ہمیشہ نظریں نیچی رکھتے تھے۔ کبھی کسی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر نہ دیکھتے۔

(امام احمد رضا اور ردِ بدعات و منکرات از سنِ اختر مصباحی مطبوعہ فریدک سٹال لاہور ص 200 از فیضانِ اعلیٰ حضرت، ص 84)

اس کی ہستی میں تھا عملِ جوہر سُنّتِ مصطفیٰ کا وہ پیکر
عالمِ دین، صاحبِ تقویٰ واہ کیا بات اعلیٰ حضرت کی

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ سیدی اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ کی یہ عادتِ مبارکہ تھی کہ آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ اپنی نظروں کی حفاظت کرتے یعنی اپنی نگاہیں ہمیشہ نیچی رکھتے اور کبھی بھی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر نہیں دیکھا کرتے۔ کیونکہ ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بھی یہ عادتِ مبارکہ تھی کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی میٹھی میٹھی نگاہیں نیچی رہا کرتی تھیں۔ جب آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کسی طرف توجہ فرماتے تو پورے مُتوجّہ ہوتے، مبارک نظریں نیچی رہتی تھیں، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نظریں آسمان کی نسبت زمین کی طرف زیادہ رہتی تھیں، اکثر آنکھ مبارک کے کنارے سے دیکھا کرتے تھے۔ (شمائلِ ترمذی، باب ماجل فی خلقِ رسول اللہ، ص ۲۳، حدیث: ۷۰۰۰)

ہمیں بھی چاہیے کہ ہم بھی نگاہیں نیچی رکھیں اور بلا ضرورت اِدھر اُدھر دیکھنے کے بجائے آنکھوں کا قفل مدینہ لگانے کی ترکیب بنائیں۔ آنکھوں کا قفل مدینہ لگانے کی عادت بنانے کیلئے شیخ طریقت، اَمِیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمْ اَلْعَالِیَہ 72 مدنی انعامات میں سے مدنی انعام نمبر 31 میں مدنی تربیت فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں ”آنکھوں کی حفاظت کی عادت بنانے کے لئے سونے کے اوقات کے علاوہ کم از کم 12 منٹ آنکھیں بند رکھیں؟“۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر ہم بھی اپنی آنکھوں کی حفاظت اور بد نگاہی سے بچنے کا ذہن رکھتے ہیں تو ہمیں اپنی نگاہیں نیچی رکھنی ہوں گی۔ نیت کر لیجئے کہ اپنی نظر کی حفاظت کی عادت بنانے کیلئے روزانہ کم از کم 12 منٹ آنکھیں بند رکھوں گا۔ اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ

آقا کی حیا سے جھکی رہتی نظر اکثر

آنکھوں پہ مرے بھائی لگا قفلِ مدینہ

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

حیرت انگیز بچپن:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! نوماہر زمانے میں بچوں کا وہی حال ہوتا ہے جو آج کل بچوں کا ہے کہ سات آٹھ سال تک تو انہیں کسی بات کا ہوش نہیں ہوتا اور نہ ہی وہ کسی بات کی تہہ تک پہنچنے کے قابل ہوتے ہیں لیکن قربان جانیئے! سیدی اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ کے، آپ کا بچپن بھی عام بچوں سے ممتاز و منفرد تھا۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ نے جب بولنا شروع کیا تو الفاظ کی ادائیگی بالکل صاف تھی اور بچوں کی طرح آپ کی زبان کج مع نہ تھی۔ (فیضانِ اعلیٰ حضرت، ص 82 حُضَّا) قُوْتِ حَافِظہ کا یہ عالم تھا کہ ساڑھے چار سال کی ننھی سی عمر میں قرآن مجید ناظرہ مکمل پڑھنے کی نعمت سے باریاب ہو گئے، آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ کو علم حاصل کرنے کا اس قدر شوق تھا کہ بغیر کہے خود پڑھنے چلے جاتے، جُمعہ کے دن بھی جانا چاہتے مگر والدِ محترم کے منع فرمانے سے رُک گئے اور سمجھ لیا کہ جُمعہ کے دن دیگر عبادات اور جُمعہ کی تیاری کرنی ہوتی ہے اس وجہ سے جُھٹھی ہوتی ہے، باقی چھ دن پڑھنے کے ہیں۔

(حیاتِ اعلیٰ حضرت، از فیضانِ اعلیٰ حضرت، ص ۸۴: تبصر)

آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ چونکہ ایک مذہبی گھرانے سے تعلق رکھتے تھے تو اس کا فیضان یہ ملا کہ

چھوٹی چھوٹی شرعی غلطیوں پر آپ بچپن ہی میں بلا تکلف بول دیا کرتے تھے، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ غلطی کی تصحیح قدرت ہی نے ان کی عادتِ ثانیہ بنا دی تھی، چونکہ ان سے آگے چل کر رَبُّ الْعِزَّتِ عَزَّوَجَلَّ کو یہی کام لینا تھا اسی لیے بچپن ہی سے غیر شرعی باتوں پر دوسروں کی اصلاح کرنا آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ کا معمول تھا۔ ایک دن آپ کے اُستادِ گرامی بچوں کو تعلیم دے رہے تھے کہ ایک لڑکے نے سلام کیا، اُستاد صاحب نے جواب میں فرمایا ”جیتے رہو“ اس پر اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ نے فرمایا یہ تو جواب نہ ہوا ”وَعَلَيْكُمْ السَّلَام“ کہنا چاہیے تھا، آپ کے اس جذبہ اُظہار پر آپ کے اُستاد بے حد مسرور ہوئے اور آپ کو بڑی نیک دُعاؤں سے نوازا۔ (مجدد اسلام، ص 37 از فیضانِ اعلیٰ حضرت، ص ۸۴)

اللہ اللہ تَبَّخَّرَ عَلٰی مَا اب بھی باقی ہے خدمتِ قلمی

اہلِ سُنَّت کا ہے جو سرمایہ واہ کیا بات اعلیٰ حضرت کی (مدۃ 1: نہایت وسعتِ علمی)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ سیدی اعلیٰ حضرت رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے بچپن میں ہی سلام کا جواب دینے پر کیسی اصلاح فرمائی کہ سلام کا جواب ”جیتے رہو“ نہیں ہو سکتا بلکہ ”وَعَلَيْكُمْ السَّلَام“ ہی ہو گا۔ آج کل ہمارے معاشرے میں یہ سُنَّت ختم ہوتی نظر آرہی ہے۔ بد قسمتی سے ہم ملاقات کے وقت اَلسَّلَام عَلَیْکُمْ سے ابتدا کرنے کے بجائے ”آداب عرض کیا حال ہے؟“ مزاج شریف ”صُبْح بخیر“، ”شام بخیر“ وغیرہ وغیرہ عجیب و غریب کلمات سے گفتگو کا آغاز کرتے ہیں اسی طرح رُخصت ہوتے وقت بھی ”خدا حافظ“ ”گڈ بائی“ ”ٹاٹا“ وغیرہ کہہ دیتے ہیں جو کہ خِلَافِ سُنَّت ہے، ہاں رُخصت ہوتے ہوئے اَلسَّلَام عَلَیْکُمْ کے بعد اگر خدا حافظ کہہ دیں تو حرج نہیں۔ قرآنِ پاک میں ہمیں

ایچھے الفاظ کے ساتھ سلام کا جواب دینے کا حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ پارہ 5، سورۃُ النِّسَاء، آیت نمبر 86 میں ارشاد ہوتا ہے۔

وَإِذَا حُيِّتُمْ بِحَيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوْهَا
(پ 5، النساء: ۸۶)

ترجمہ کنز الایمان: "اور جب تمہیں کوئی کسی لفظ سے سلام کرے تو تم اس سے بہتر لفظ جواب میں کہو یا وہی کہہ دو۔"

اگر ہمیں کوئی سلام کرے تو سر ہلا کر یا ہاتھ کے اشارے سے سلام کا جواب دینے کے بجائے وَعَلَيْكُمْ السَّلَام کہنا چاہیے۔ صَدْرُ الشَّرِيعَةِ، بَدْرُ الطَّرِيقَةِ، مُفْتٰی اَمجد عَلٰی اَعْظٰی رَحْمَةُ اللهِ الْقَوٰی ارشاد فرماتے ہیں: انگلی یا ہتھیلی سے سلام کرنا ممنوع ہے۔ حدیث میں فرمایا کہ انگلیوں سے سلام کرنا یہودیوں کا طریقہ ہے اور ہتھیلی سے اشارہ کرنا نصاریٰ کا۔ بعض لوگ سلام کے جواب میں ہاتھ یا سر سے اشارہ کر دیتے ہیں، بلکہ بعض صرف آنکھوں کے اشارہ سے جواب دیتے ہیں یوں جواب نہیں ہوا، ان کو منہ سے جواب دینا واجب ہے۔ (بہارِ شریعت، حصہ ۱۶ ص ۴۶۴) اور سلام کا جواب فوراً دینا واجب ہے، بلا عذر تاخیر کی تو گنہگار ہوا اور یہ گناہ جواب دینے سے دُفع نہ ہوگا، بلکہ توبہ کرنی ہوگی۔ (بہارِ شریعت، حصہ ۱۶، ص ۴۶۰)

اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ہمیں سلام کی سُنّت کو زیادہ سے زیادہ عام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! سیدی اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کو چھ برس کی عمر میں جب یہ معلوم ہو گیا کہ بغداد شریف کس سمت میں واقع ہے تو پھر آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اُس وقت سے دم آخر تک بغداد شریف کی جانب کبھی پاؤں نہیں پھیلائے۔ (فیضانِ اعلیٰ حضرت، ص ۸۸ تبصر) اس سے معلوم ہوا کہ

ہمیں اپنے بزرگوں کے ادب و احترام کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ان کی طرف پیٹھ یا پاؤں کرنے، ان کے سامنے بلند آواز سے بات کرنے اور ہر طرح کی بے ادبی سے بچنا چاہیے۔ کم عمری سے ہی باادب ہونے کے ساتھ ساتھ اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنت کی خود اعتمادی کا عالم یہ تھا کہ آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ نے چھ سال کی عمر میں ہی پہلی بار ایک بہت بڑے مجمع میں کم و بیش دو گھنٹے کی تقریر فرمائی۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ نے بچپن ہی سے باجماعت نماز کی ادائیگی کو اپنا لیا اور کبھی بھی بغیر عذر شرعی جماعت نہ چھوڑی۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ کے برادر زادے (یعنی بیٹھے) مولانا حسنین رضا خان صاحب رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ فرماتے ہیں: اُن کے ہم عمروں سے اور بعض بڑوں کے بیان سے معلوم ہوا ہے کہ وہ (سیدی اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ) سمجھدار ہوتے ہی نمازِ باجماعت کے سخت پابند رہے، گویا قبلِ بلوغ ہی وہ اصحابِ ترتیب میں شامل ہو چکے تھے اور وقتِ وفات تک صاحبِ ترتیب وہ شخص جس کی بلوغت کے بعد سے لگاتار پانچ فرض نمازوں سے زائد کوئی نماز قضا نہ ہوئی ہو (ماخوذ از لغۃ الفقہاء، ص 269) یہی رہے۔ (سیرتِ اعلیٰ حضرت ص ۳۸ از فیضانِ اعلیٰ حضرت، ص 87 ملخصاً)

سُنّتوں کو جلا دیا جس نے دِیں کا ڈنکا بجا دیا جس نے
وہ مُجَرّد دے دین و ملت کا واہ کیا بات اعلیٰ حضرت کی

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ سیدی اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ کس سی سے ہی نمازِ باجماعت کی پابندی فرماتے۔ آج ہم اعلیٰ حضرت سے محبت کا دعویٰ تو کرتے ہیں مگر حال یہ ہے کہ خوب سمجھدار ہونے کے باوجود نہ صرف خود نمازِ پنجگانہ کی پابندی نصیب ہوتی ہے بلکہ ہمارے بچے بھی

بالغ سے جوان ہو جاتے ہیں مگر انہیں بھی نماز کی پابندی تو دُرِ کُنا رہے، ٹھیک طرح سے نماز بھی پڑھنا نہیں آتی اور اس کے ضروری مسائل سیکھنے کی کوشش تک نہیں کرتے۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ دین سے دُوری کے سبب نہ تو کبھی ہم نے دینی مسائل سیکھنے اور دینی تعلیم حاصل کرنے کی جستجو کی اور نہ ہی اپنی اولاد کی اخلاقی تربیت اور انہیں علم دین سکھانے کیلئے کسی دینی ماحول سے وابستہ ہونے کی اجازت دی۔ ایسا لگتا ہے کہ گویا ہم نے دُنیا کی مَحَبَّت میں صرف مال کمانے اور دُنویٰ تعلیم کے حُصول کیلئے کوشاں رہنے کو ہی اپنا مقصد بنا لیا ہے۔ یاد رکھئے! نماز و روزہ اور دیگر کئی معاملات کے ضروری مسائل سیکھنا فرض ہیں۔ لہذا زندگی اور وقت کو غنیمت جانتے ہوئے خود بھی دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہو کر علم دین سیکھئے اور اپنے بچوں کو بھی دینی تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنے کیلئے مدرسۃ المدینہ، دارالمدینہ یا جامعۃ المدینہ میں داخل کروادیتجئے۔ اس کے علاوہ عاشقانِ رسول کے ساتھ ہر ماہ تین دن کے مدنی قافلے میں سفر کرنا بھی علم دین حاصل کرنے کا اہم ذریعہ ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ مدنی قافلے میں سفر کی برکت سے نہ صرف علم دین کی دولت نصیب ہوتی ہے بلکہ ہمارے اندر بھی ایسا مدنی انقلاب برپا ہوتا ہے کہ دیکھنے والے آتشِ آتش کر اُٹھتے ہیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں نماز باجماعتِ اخلاص و استقامت کے ساتھ

مسجد کی پہلی صف میں تکبیرِ اولیٰ کے ساتھ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْ مُحَمَّدٍ

عاداتِ مُبارکہ:

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! سیدی اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی ساری زندگی شریعتِ مُطہرہ کی پاسداری میں بسر ہوئی۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی شخصیت صحیح معنوں میں شریعت کی آئینہ دار نظر آتی

تھی۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ کبھی ٹھٹھہ نہ لگاتے (تہفہ لگا کر نہ ہنستے) ﴿جماہی آنے پر دانتوں میں اُنگی دبا لیتے اور کوئی آواز پیدا نہ ہوتی﴾ کُلّی کرتے وقت بایاں ہاتھ داڑھی شریف پر رکھ کر سر جھکا کر پانی منہ سے گراتے ﴿قبلہ کی طرف رُخ کر کے کبھی نہ تھوکتے﴾ نہ ہی قبلہ کی طرف پاؤں مبارک دراز کرتے ﴿فرض نماز با عمامہ پڑھا کرتے﴾ خط بنواتے وقت اپنا کنگھا اور شیشہ استعمال فرماتے ﴿مُسواک کیا کرتے﴾ اور سر مبارک میں تیل بھی ڈلواتے۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت ص 192 فیضانِ اعلیٰ حضرت، ص 114) ﴿کسی بھی چیز کے لینے دینے میں سیدھا ہاتھ ہی استعمال فرماتے اگر کبھی لینے والا اُلٹا ہاتھ آگے بڑھاتا تو آپ فوراً دستِ مبارک روک لیتے اور فرماتے کہ سیدھے ہاتھ میں لیجئے کہ اُلٹے ہاتھ میں شیطان لیتا ہے۔

(فیضانِ اعلیٰ حضرت، ص 111)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْ مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ نہ صرف خود سُنتوں کے مطابق زندگی گزارتے تھے بلکہ دوسروں کو بھی سُنتوں پر عمل کی ترغیب دلایا کرتے تھے۔ جیسا کہ ابھی ہم نے سنا کہ آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ کوئی بھی چیز لینے دینے میں سیدھا ہاتھ ہی استعمال فرماتے اور اگر کوئی شخص اُلٹا ہاتھ بڑھاتا تو اس کی اصلاح فرماتے اور سیدھا ہاتھ استعمال کرنے کی ترغیب دلاتے۔ یاد رکھئے! کھانے، پینے، لینے اور دینے میں سیدھا ہاتھ ہی استعمال کرنا چاہئے کہ شیطان اُلٹے ہاتھ سے کھاتا، پیتا، لیتا اور دیتا ہے۔ حدیثِ مبارکہ میں ارشاد ہوتا ہے کہ تاجدارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”تم میں سے ہر ایک سیدھے ہاتھ سے کھائے اور سیدھے ہاتھ سے پئے اور سیدھے ہاتھ سے لے اور سیدھے ہاتھ سے دے کیونکہ شیطان اُلٹے ہاتھ سے کھاتا اور اُلٹے ہاتھ سے پیتا اُلٹے ہاتھ سے دیتا اور اُلٹے ہاتھ سے لیتا ہے۔ (سنن ابنِ ماجہ ج ۳ ص ۱۲ حدیث ۳۲۶۶)

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں بھی سیدی اعلیٰ حضرت کے صدقے میں سنتوں پر عمل کرتے ہوئے زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

جو ہے اللہ کا ولی بے شک عاشقِ صادقِ نبی بے شک
غوثِ اعظم کا جو ہے متوالا واہ کیا بات اعلیٰ حضرت کی

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

مسجد کا ادب:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! سیدی اعلیٰ حضرت رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ مَسَاجِد کا بہت ادب و احترام فرمایا کرتے تھے، مَسَاجِد کی تعظیم کرنا آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا شیوہ تھا۔ آپ فرشِ مسجد پر (آواز پیدا ہونے کے خوف سے) ایڑھی اور انگوٹھے کے بل چلا کرتے تھے اور دوسروں کو بھی نصیحت فرمایا کرتے کہ مسجد کے فرش پر چلتے ہوئے آواز پیدا نہیں ہونی چاہیے۔

(حیاتِ اعلیٰ حضرت از مولانا ظفر الدین بہاری مکتبہ نبویہ لاہور ص 862)

منقول ہے کہ ایک بار کوئی نواب صاحب مسجد میں نماز پڑھنے آئے اور کھڑے کھڑے بے پرواہی سے اپنی جھڑی مسجد کے فرش پر گرادی، جس کی آواز حاضرین نے سنی۔ اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے فرمایا: ”نواب صاحب! مسجد میں زور سے قدم رکھ کر چلنا بھی منع ہے، پھر کہاں چھڑی کو اتنی زور سے ڈالنا!“ نواب صاحب نے وعدہ کیا کہ ان شاء اللہ عَزَّوَجَلَّ آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔

(اعلیٰ حضرت کی انفرادی کوششیں مکتبہ المدینہ ص 35)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے سنا کہ سیدی اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ مسجد کا کیسا

ادب کیا کرتے تھے کہ چھڑی زور سے گرانے پر نواب صاحب کی اصلاح فرمادی اور خود بھی آواز پیدا ہونے کے خوف سے فرشِ مسجد پر ایڑھی اور انگوٹھے کے بل چلا کرتے۔ مگر افسوس! کہ ہمیں مساجد کے ادب کا ذرا بھی پاس نہیں اور نہ جانے کیسے کیسے خلافِ ادب کام ہم مساجد میں کرتے ہیں۔ زور سے بولنا، ہنسنا، چلانا، فالتو بولنا، دُنیوی باتیں کرنا، چھوٹے بچوں کو مسجد میں لے جانا اور انکا وہاں شور مچانا، مسجد میں بد بودار کپڑے پہن کر جانا یہ سب ہمارے ہاں عام ہے۔ یاد رکھئے! ہر اُس کام سے مسجد کو بچانا ضروری ہے جس سے مسجد کا تقدس پامال ہوتا ہو۔ دُنیوی باتیں، ہنسی مذاق، غل غپاڑا اور اسی طرح کی لغویات کیلئے مسجدیں نہیں بنائی گئیں بلکہ مسجدیں تو عبادتِ الہی کیلئے بنائی گئی ہیں۔ چنانچہ حضرت سیدنا سائب بن یزید رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں، میں مسجد میں کھڑا ہوا تھا کہ مجھے کسی نے کنکری ماری۔ میں نے دیکھا تو وہ حضرت سیدنا امیر المؤمنین عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ تھے، انہوں نے مجھے (اشارہ کر کے) فرمایا: "ان دو شخصوں کو میرے پاس لاؤ!" میں ان دونوں کو لے آیا۔ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے اُن سے استفسار فرمایا، "تم کہاں سے تعلق رکھتے ہو؟ عرض کی، "طائف سے۔" فرمایا، "اگر تم مدینہ منورہ کے رہنے والے ہوتے (کیونکہ وہ مسجد کے آداب بخوبی جانتے ہیں) تو میں تمہیں ضرور سزا دیتا (کیونکہ) تم رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مسجد میں اپنی آوازیں بلند کرتے ہو۔"

(صحیح بخاری ج ۸ ص ۷۰ احادیث ۴۷۰)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللہ عَزَّوَجَلَّ کے خوف سے لرز جائیے! کہیں ایسا نہ ہو کہ مسجد میں

داخل تو ہوئے ثواب کمانے مگر خُوب ہنس بول کر نیکیاں برباد کر کے باہر نکلے کہ مسجد میں دُنیا کی جائز

بات بھی نیکیوں کو کھا جاتی ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ مسجد میں دنیاوی بات چیت کرنا نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح چوپائے گھاس کو کھا جاتے ہیں۔ (اتحاف السادة المتقين، کتاب اسرار الصلوٰۃ ومہماتہا، الباب الاول، ج ۳، ص ۵۰) لہذا مسجد میں پُرسکون اور خاموش رہئے۔ بیان بھی کریں یا سنیں تو سنجیدگی کے ساتھ کہ کوئی ایسی بات نہ ہو جس سے لوگوں کو ہنسی آئے۔ نہ خود ہنسنے نہ لوگوں کو ہنسنے دیجئے کہ مسجد میں ہنسنا قبر میں اندھیرا لاتا ہے۔

حضرت سَیِّدُنا اَلْس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ سرکارِ والا تبار، باذِنِ پروردگار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اَلضَّحٰکُ فِی الْمَسْجِدِ غُلْبَةٌ فِی الْقَبْرِ۔ یعنی مسجد میں ہنسنا قبر میں اندھیرا (لاتا) ہے۔ (الجامع الصغیر ص ۳۲۲ حدیث ۵۲۳۱) ہاں ضرورتاً مسکرانا منع نہیں۔ مسجد کے ادب و احترام کا ذہن بنانے کیلئے شیخ طریقت، امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا رسالہ ”مسجیدیں خوشبودار رکھئے“ مکتبۃ المدینہ سے ہدیۃ حاصل فرما کر مطالعہ کیجئے اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ احترام مسجد کا ذہن بنے گا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

حیرت انگیز قُوَّتِ حَاقِلہ

حضرت مُحَدِّثِ اعظم ہند علامہ سَیِّد محمد مُحَدِّث کچھو چھوی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْقَوِی اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی قُوَّتِ حَاقِلہ اور علمی قابلیت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب دائرِ اِلْفَتا میں کام کرنے کے سلسلے میں میرا بریلی شریف میں قیام تھا تو رات دن ایسے واقعات سامنے آتے تھے کہ اعلیٰ حضرت کی حاضر جوابی سے لوگ حیران ہو جاتے۔ ان حاضر جوابیوں میں حیرت میں ڈال دینے والے واقعات وہ علمی حاضر جوابی تھی جس کی مثال سنی بھی نہیں گئی۔ مثلاً اِسْتَفْتَا (سوال) آیا، دائرِ اِلْفَتا میں کام کرنے والوں نے پڑھا اور ایسا معلوم ہوا کہ نئی قسم کا حادثہ دریافت کیا گیا (یعنی نئے قسم کا معاملہ پیش آیا

(ہے) اور جواب جُزِیَّہ (جُز۔ ئی۔ یہ) کی شکل میں نہ مل سکے گا فقہائے کرام کے اُصولِ عامہ سے استنباط کرنا پڑے گا۔ (یعنی فقہائے کرام رَحْمَتُ اللهِ السَّلام کے بتائے ہوئے اُصولوں سے مسئلہ نکالنا پڑے گا) اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے، عَرْض کیا: عجب نئے نئے قسم کے سوالات آرہے ہیں! اب ہم لوگ کیا طریقہ اختیار کریں؟ فرمایا: یہ تو بڑا پُرانا سوال ہے۔ ابنِ ہمام نے "فَتْحُ الْقَدِیر" کے فُلاں صفحے میں، ابنِ عابدین نے "رَدُّ الْمُحْتَار" کی فُلاں جلد اور فُلاں صفحہ پر (لکھا ہے)، "فتاویٰ ہندیہ" میں، "خِیرِیہ" میں یہ یہ عبارت صاف صاف موجود ہے اب جو کتابوں کو کھولا تو صفحہ، سطر اور بتائی گئی عبارت میں ایک نُقطے کا بھی فرق نہیں۔ اس خداداد فَضْل و کمال نے علما کو ہمیشہ حیرت میں رکھا۔

(حیاتِ اعلیٰ حضرت ج ۱ ص ۲۱۰)

علم و عرفان کا جو کہ ساگر ۲ تھا خیر سے حاقظہ قوی تر تھا
حق پہ بنی تھا جس کا ہر فتویٰ واہ کیا بات اعلیٰ حضرت کی (۲: سمندر)

کمزوری حاقظہ کا سبب

سُبْحَنَ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ! اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ کی بے شمار خُصُوصیات میں سے آپ کا حافظہ بھی کمال کا تھا کہ آپ کے ساتھ رہنے والوں کی نظر میں کوئی پیچیدہ مسئلہ آجاتا اور تلاش کے باوجود انہیں نہ ملتا تو اس کے حل کے لئے بارگاہِ اعلیٰ حضرت میں حاضر ہو کر اپنی پریشانی عرض کرتے۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ اپنی قُوَّتِ حافظہ سے نہ صرف کتابوں کے نام بتاتے بلکہ صفحہ و سطر تک بتادیا کرتے اور جب کتابیں کھول کر دیکھا جاتا تو آپ کے بتائے ہوئے حوالے سے ذرہ بھی آگے پیچھے نہ ہوتا۔ یہ اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت کی قُوَّتِ حافظہ کا عالم تھا۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ فتاویٰ رضویہ جلد 26

صفحہ 605 پر ہم عَضِیَّات کے مریضوں کیلئے نِسیان (بھول جانے کے مَرَض) سے محفوظ رہنے کا مُجَرَّب عمل ارشاد فرماتے ہیں: "دَفْعِ نِسیان (بھولنے کی بیماری سے نجات) کے لئے 17 بار سورہ اَلَمْ نَشْرَحْ ہر شب سوتے وقت پڑھ کر سینہ پر دم کرنا اور صُبح 17 بار پانی پر دم کر کے قدرے پینا اور چینی کی رکابی (پلیٹ) پر یہ حُرُوف "ا ه ظ م ف ش ذ" لکھ کر پلانا نافع (فائدہ مند) ہے۔ اور چالیس روز سفید چینی (کے برتن) پر مُشک و زعفران و گلاب سے لکھ کر آبِ تازہ سے مَحُو (یعنی دھو) کر کے پیئیں۔ (پھر) تَسْمِیَہ (یعنی بِسْمِ اللہ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھنے) کے بعد فَسْهَلْ یَا لَہِیْ کُلَّ صَعْبٍ بِحُرْمَةِ سَيِّدِ الْاَبْرَارِ سَهْلٌ یَا مُنْعٰی الدِّیْنِ اَجِبْ، یَا جِبْرَائِیْلُ بِحَقِّ یَا بُدُوْمُ (پڑھیں)۔"

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر ہم بھی اپنی پڑھی ہوئی باتوں کو یاد رکھنا اور قُوَّتِ حافظہ بڑھانا چاہتے ہیں تو اعلیٰ حضرت کے بتائے ہوئے طریقے پر عمل کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے گناہوں سے توبہ بھی کرنی ہوگی اور آئندہ گناہوں سے بچنے کی نیت بھی کرنی ہوگی کیونکہ حافظے کی کمزوری کا ایک سبب گناہوں میں مبتلا ہونا بھی ہے۔ کہا جاتا ہے "النِّسِیَانُ مِنَ الْعِصْیَانِ" یعنی نِسیان عِصْیَان (گناہ) کے باعث ہوتا ہے۔ اگر ہم اپنی زندگی گناہوں میں بسر کرتے رہے تو اس کی نُحُوسَت کی وجہ سے جہاں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی مَوَلٰی لینی پڑے گی وہیں کمزوری حافظہ کا نُقْصَان بھی اُٹھانا پڑے گا۔ لہٰذا زندگی کو غنیمت جانتے ہوئے جلد ہی گناہوں بھری زندگی سے توبہ کیجئے۔

تُوبُوا إِلَى اللّٰهِ! اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

حُجَّۃُ الْاِسْلَام حضرت سَیِّدُنا امام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰہِ الْوَالِیْ فرماتے ہیں: اگر تم جلد توبہ کرو

گے تو اُمید ہے کہ عنقریب گناہوں پر اصرار کرنے کے مَرَض کا تمہارے دل سے قَلْع قمع (یعنی خاتمہ) ہو جائے اور گناہوں کی نُحُوسَت کا بوجھ تمہاری گردن سے اتر جائے اور گناہوں کی وَجہ سے جو قَسَاوَتِ قلبی (یعنی دل کی سختی) پیدا ہوتی ہے اس سے ہر گز بے خوف نہ ہو۔ بلکہ ہر وقت اپنے دل پر نگاہ رکھو، کیونکہ بعض صالحین رَحِمَهُمُ اللہُ الْعَلِیْمُ نے فرمایا ہے: "بے شک گناہ کرنے سے دل سیاہ ہو جاتا ہے اور دل کی سیاہی کی علامت یہ ہوتی ہے کہ گناہوں سے گھبراہٹ نہیں ہوتی، طاعت (یعنی عبادت) کے لیے موقع نہیں ملتا، نصیحت سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا (یعنی نصیحت و بیان سُن کر دل پر اثر نہیں ہوتا)۔" اے عزیز! کسی گناہ کو معمولی خیال نہ کر اور کبیرہ گناہوں پر اصرار کرنے کے باوجود اپنے آپ کو تائب (یعنی توبہ کرنے والا) گمان نہ کر۔ (غیبت کی تباہ کاریاں، ص ۴۲۹)

میں کر کے توبہ پلٹ کر گناہ کرتا ہوں

حقیقی توبہ کا کر دے شرف عطا یارب! (وسائلِ بخشش، ص ۹۳)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ

اعلیٰ حضرت کا عشق رسول

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! سیدی اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ کے یوں تو تمام اوصاف ہی لائقِ صد تحسین اور باعثِ رشک ہیں۔ لیکن ایک خاص وصف جس میں آپ رَحْمَةُ اللہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ بہت نمایاں اور مُمتاز تھے وہ آپ رَحْمَةُ اللہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ کا عشق رسول ہے۔ آپ رَحْمَةُ اللہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ سر تا پا عشقِ مُصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا نمونہ تھے۔ یہ وہ عنوان ہے کہ آپ رَحْمَةُ اللہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ کی تمام زندگی اسی کے گرد گھومتی نظر آتی ہے۔ عشقِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یہ وہ شمع ہے کہ جس کو

مسلمانوں کے دلوں فرزاں (یعنی روشن کرنا) آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ کا بنیادی مقصد تھا۔ عشقِ مصطفیٰ یہ وہ نور ہے کہ جس کی ضیاءِ شیوں سے عالم کو منور کرنا آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ کا بنیادی مقصد تھا۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ کے نعتیہ دیوان ”حدائقِ بخشش شریف“ کا ہر ہر شعر آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ کے عشقِ رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا عکاس نظر آتا ہے۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ کے عشقِ رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا اندازہ اس بات سے کیجئے کہ آپ نے نہ صرف اپنے دونوں بیٹوں کا نام بلکہ اپنے بھتیجوں تک کا نام نام اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر رکھا۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت مطبوعہ مکتبہ المدینہ ص 73 طحا) آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ حدیثِ پاک کا بے انتہا ادب فرماتے تھے۔ ہمیشہ درسِ حدیث بحالتِ قعود (دو زانو بیٹھ کر) دیا کرتے۔ احادیثِ کریمہ بغیر وضو نہ چھوتے اور نہ پڑھایا کرتے۔ کُتبِ احادیث پر کوئی دوسری کتاب نہ رکھتے۔ حدیث کی ترجمانی فرماتے ہوئے کوئی شخص درمیانِ حدیث اگر بات کاٹنے کی کوشش کرتا تو آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سخت ناراض ہو جاتے، یہاں تک کہ چہرہ مبارک سُرخ ہو جاتا۔ حدیثِ پاک پڑھاتے وقت دوسرے پاؤں کو زانو پر رکھ کر بیٹھنے کو ناپسند فرماتے۔ (امام احمد رضا اور درسِ ادب ص ۱۶) حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے منسوب ہر شے کی تعظیم فرماتے اور اس کا ادب بجالاتے۔ منقول ہے کہ ایک بار آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کہیں مذعو تھے، کھانا لگا دیا گیا، سب کو سرکارِ اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے کھانا شروع فرمانے کا انتظار تھا، آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے لکڑیوں کے تھال میں سے ایک قاش اٹھائی اور تناول فرمائی، پھر دوسری، پھر تیسری، اب دیکھا دیکھی لوگوں نے بھی لکڑی کے تھال کی طرف ہاتھ بڑھا دیئے مگر آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے سب کو روک دیا اور فرمایا، ساری لکڑیاں میں کھاؤں گا۔ چنانچہ آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے سب ختم کر دیں، حاضرین متعجب تھے کہ اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ تو بہت کم غذا استعمال فرمانے والے ہیں، آج اتنی ساری لکڑیاں کیسے تناول فرما گئے! لوگوں کے استفسار (یعنی

پوچھے) پر فرمایا، میں نے جب پہلی قاش کھائی تو وہ کڑوی تھی اس کے بعد دوسری اور تیسری بھی۔ لہذا میں نے دوسروں کو روک دیا کہ ہو سکتا ہے کوئی صاحبِ ککڑی منہ میں ڈال کر کڑوی پا کر تھو تھو کرنا شروع کر دیں چونکہ ککڑی کھانا میرے پیٹھے پیٹھے آقا مدینے والے مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سُنَّتِ مُبَارکہ ہے اس لئے مجھے گوارا نہ ہوا کہ اس کو کھا کر کوئی تھو تھو کرے۔

سُنَّیوں کے دلوں میں جس نے تھی شمعِ عشقِ رسولِ روشن کی
وہ حبیبِ خدا کا دیوانہ واہ کیا بات اعلیٰ حضرت کی

جس نے احقاقِ حق کیا کھل کر رَوِّ باطل کیا سدا کھل کر
جو کسی سے کبھی نہ گھبرا یا واہ کیا بات اعلیٰ حضرت کی

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

سرکارِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے منسوب اشیاءِ لائقِ تعظیم ہیں

پیٹھے پیٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے! اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کتنے زبردست عاشقِ رسول تھے، واقعی عاشق کی شان یہی ہوتی ہے کہ وہ اپنے محبوب سے نسبت رکھنے والی ہر شے کو دل و جان سے پسند کرے اور اُس کا ادب بجالائے جبھی تو سرکارِ اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پسند ککڑی کا ایسا ادب کیا کہ کڑوی ککڑی بھی تناول فرمائی۔ یاد رہے! حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سُنَّتوں کا احترام اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے منسوب اشیاء میں سے ہر شے کی تعظیم ہم پر لازم ہے اور درحقیقت یہ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہی کی تعظیم ہے۔

حضرت سیدنا قاضی عیاض رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اپنی شہرہ آفاق تصنیف "شفناشریف" میں تحریر فرماتے

ہیں: "سلطانِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تَعْظِیْم و توقیر میں یہ بھی ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مُبارک سامان، مُقدَّس مکانات، یا کوئی اور شے جو جسمِ پاک سے چُھو بھی گئی ہو اور جس چیز کے بارے میں یہ مشہور ہو گیا ہو کہ یہ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ہے اُن سب کی تَعْظِیْم کرنا۔"

(اشفاء، الباب الثالث فی تعظیم امرہ۔۔ الخ، فصل ومن اعظامہ۔۔ الخ، ۵۶/۲)

اور حُضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف مَنُسوب کسی بھی چیز کو کوئی عیب بھی نہ لگانا چاہئے۔
صُدُرُ الشَّرِیعہ، بَدْرُ الطَّرِیقَہ، مُفتی امجد علی اَعْظَمی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: جو شخص حُضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو تمام اُنہیا میں آخر نبی نہ جانے یا حُضور (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی کسی چیز کی توہین کرے یا عیب لگائے، آپ کے مَوئے مُبارک (مُقدَّس بال) کو تحقیر (بے ادبی) سے یاد کرے، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لباسِ مُبارک کو گندہ اور میلا بتائے، حُضور (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے ناخن بڑے بڑے کہے یہ سب کُفر ہے، بلکہ اگر کسی کے اس کہنے پر کہ حُضور (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو کد و پسند تھا کوئی یہ کہے مجھے پسند نہیں تو بعض علما کے نزدیک کافر ہے اور حقیقت یہ کہ اگر اس حیثیت سے اُسے ناپسند ہے کہ حُضور (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو پسند تھا تو کافر ہے۔ یوں ہی کسی نے یہ کہا کہ حُضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کھانا تناول فرمانے کے بعد تین بار انگشت ہائے مُبارک چاٹ لیا کرتے تھے، اس پر کسی نے کہا یہ ادب کے خلاف ہے یا کسی سُنَّت کی تحقیر کرے، مثلاً داڑھی بڑھانا، موچھیں کم کرنا، عمامہ باندھنا یا شملہ لٹکانا، ان کی اہانت (توہین کرنا) کُفر ہے جبکہ سُنَّت کی توہین مقصود ہو۔"

(الفتاویٰ الہندیہ، کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین، ج ۲، ص ۲۶۳)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا کہ حُضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی کسی سُنَّت کی تحقیر کرنا

ایمان کی بربادی اور جہنم کی حقداری کا سبب ہے۔ لہذا ہمیں چاہیے کہ اپنی ساری زندگی نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پیروی میں بسر کریں کیونکہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اتباع یقیناً ہماری زندگی کے ہر گوشے میں ہمارے لئے مشعلِ راہ ہے۔ جہاں سُنَّت پر عمل کرنے میں ثواب ملتا ہے وہیں اس کے دُنیوی فوائد بھی کثیر ہیں۔ اپنے دل میں عِظَمِ مُصْطَفٰی کو بڑھانے، سینے میں اُلْفَتِ مُصْطَفٰی کی شمع جلانے، نمازوں اور سُنَّتوں کی عادت بنانے اور ذکر و دُرود کی سعادت پانے کے لئے دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہو جائیے اس کی بَرَکت سے نہ صرف ہمارے عقائد و اعمال دُرست ہونگے بلکہ ہماری دُنیا و آخرت بھی سنور جائے گی۔ اِنْ شَاءَ اللہُ عَزَّوَجَلَّ

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَی مُحَمَّد

بیان کا خلاصہ:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آج ہم نے سَیدِی اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی شان و عظمت کے حوالے سے مدنی پُھول سُننے کی سعادت حاصل کی۔ سب سے پہلے ہم نے آپ رَحْمَةُ اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی ایک ایمان افروز کرامت سُنی۔ اس کے بعد معلوم ہوا کہ آپ رَحْمَةُ اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی ولادت 10 شوال 1272ھ میں ہوئی۔ پھر آپ کے نام کُنِیت، لقب اور آپ رَحْمَةُ اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے مبارک حُلِیے نیز آپ کے حیرت انگیز بچپن کی خصوصیات معلوم ہوئیں کہ جب آپ رَحْمَةُ اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے بولنا شروع کیا تو زبانِ مبارک سے بالکل صاف الفاظ آداہوتے تھے، صرف ساڑھے چار سال کی عُمر میں ہی قرآنِ پاک ناظرہ ختم فرمالیا اور چھ سال کی عُمر میں رِیْعُ الْاَوَّل کے موقع پر ایک بہت بڑے مَجْمَع کے سامنے کم و بیش دو گھنٹے تقریر فرمائی۔ بالغ ہونے سے پہلے ہی نمازِ باجماعت کی پابندی کرنا آپ رَحْمَةُ اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا معمول

تھا۔ اس کے بعد ہم نے آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ کی چند عاداتِ مبارکہ کے متعلق سنا کہ آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ کا معمول تھا کہ قہقہہ نہ لگاتے، مسواک استعمال فرماتے اور لَیْن دین کے لیے ہمیشہ سیدھا ہاتھ ہی استعمال فرماتے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں بھی ہر کام سُنَّت کے مطابق کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ پھر ہم نے یہ بھی سنا کہ اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ مسجد کا بہت زیادہ ادب کیا کرتے، یہاں تک کہ مسجد میں ایڑی اور انگوٹھے کے بل چلا کرتے تھے تاکہ پاؤں کی دھمک سے آواز نہ پیدا ہونے پائے۔ ہمیں بھی چاہیے کہ موبائل ٹیون سے نمازیوں کو تکلیف پہنچانے نیز بلاوجہ مسجد میں شور مچانے کے بجائے زیادہ سے زیادہ عبادت اور قرآنِ پاک کی تلاوت میں مشغول رہیں۔ اس کے بعد ہم نے آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ کے عشق رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے متعلق سنا کہ آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نہ صرف سرورِ کائنات، فخرِ موجودات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے بے پناہ مَحَبَّت کیا کرتے تھے بلکہ پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے منسوب ہر شے سے بھی مَحَبَّت فرماتے تھے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں بھی اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے صدقے نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا سچا عشق عطا فرمائے اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سُنَّتوں پر عمل کرتے ہوئے زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مولانا بہر "حدائقِ بخشش" بخش عطار کو بلا پُرسش

خُلد میں کہتا کہتا جائے گا واہ کیا بات اعلیٰ حضرت کی

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ مُحَمَّد

بارہ مدنی کاموں میں حصہ لیجئے!

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر ہم بھی اعلیٰ حضرت کی سیرتِ مبارکہ پر عمل کرتے ہوئے علمِ دین حاصل کرنا، نیکیاں کرنا، گناہوں سے بچنا، فکرِ آخرت کے لیے گڑھنا، خوفِ خدا و عشقِ مُصطفیٰ میں زندگی بسر کرنا، سنتوں پر عمل کا جذبہ پانا چاہتے ہیں تو دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہو کر نیکی کے کاموں میں ترقی کے لیے ذیلی حلقے کے 12 مدنی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ ذیلی حلقے کے 12 مدنی کاموں میں سے ہفتہ وار ایک مدنی کام "علاقائی دورہ برائے نیکی کی دعوت" بھی ہے اور نیکی کی دعوت دینا تو ایسا اہم فریضہ ہے کہ تمام ہی انبیائے کرام عَلَیْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام اور خود سیدُ الانبیاء، محبوبِ خدا عَزَّوَجَلَّ وَصَلَّى اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو بھی اسی مقصد کیلئے دنیا میں بھیجا گیا، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مختلف مشکلات و تکالیف برداشت کرنے کے بعد بھی اَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهْیٌ عَنِ الْمُنْکَرِ (یعنی نیکی کی دعوت دینا اور بُرائی سے منع کرنا) کے اس عظیم فریضے کو بحسن و خوبی سرانجام دیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّ وَجَلَّ دعوتِ اسلامی کا مدنی ماحول ہمیں بھی اسی عظیم مقصد کو پورا کرنے کیلئے ہر ہفتے "علاقائی دورہ برائے نیکی کی دعوت" میں شرکت کرنے کی ترغیب دلاتا ہے، ہم بھی وقت نکال کر اس عظیم مدنی کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ اس کے علاوہ ہر جمعرات کو ہونے والے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں اوّل تا آخر شرکت کو اپنا معمول بنا لیجئے، اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی ڈھیروں برکتیں نصیب ہوں گی۔ آئیے میں دعوتِ اسلامی کے ایک شعبے کا مختصر آپ کو تعارف پیش کرتا ہوں، پھر ایک مدنی بہار بھی سناؤں گا۔ دعوتِ اسلامی کے کم و بیش 95 شعبہ جات میں ایک شعبہ "مجلس اصلاح برائے قیدیان" بھی ہے۔

امیرِ اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں:

جن کو کال کو ٹھڑی کے تنگ و تاریک در و دیوار نہ سدھا سکے، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ دَعْوَتِ اسلامی کے مدنی ماحول کی برکات سے ایسوں کی اصلاح کے بھی کئی واقعات ہوئے ہیں۔
فرماتے ہیں: دَعْوَتِ اسلامی جیل بھرو نہیں بلکہ مسجد بھرو و تحریک ہے۔

الحمد للہ عزوجل! دَعْوَتِ اسلامی کے اس شعبے "اصلاح برائے قیدیان" میں قیدیوں کو قرآن پڑھایا جاتا ہے، نماز سکھائی جاتی ہے، ان کی اصلاح کا سامان کیا جاتا ہے، الحمد للہ عزوجل! مبلغین دَعْوَتِ اسلامی کی انفرادی و اجتماعی کوششوں کے نتیجے میں قیدی توبہ کرتے ہیں، داڑھیاں سجاتے ہیں، نمازی بن جاتے ہیں، صحیح قرآن پڑھنا سیکھ جاتے ہیں اور بعض تو قرآن پڑھنا شروع کر دیتے ہیں اور بعض امام بھی بن جاتے ہیں، اس شعبے کی مدنی بہاروں کی کچھ تفصیل جاننے کے لیے مکتبۃ المدینہ کا رسالہ "قاتلِ اِمامت کے مصلّے پر" کا مطالعہ کیجئے۔ آئیے اب ایک مدنی بہار بھی سُن لیجئے۔

غفلت کے بادل کیسے چھٹے؟

یو۔ کے (انگلینڈ) کے مقیم اسلامی بھائی اپنی داستانِ عشرت کے خاتمے کے احوال کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ دَعْوَتِ اسلامی کے مدنی ماحول میں آنے سے پہلے میں غفلت بھری زندگی بسر کر رہا تھا۔ دنیا کی رنگینیوں میں اس قدر کھویا ہوا تھا کہ نمازوں کی ادائیگی کا ہوش تھانہ ہی دیگر فرائض و واجبات کی پابندی کا کوئی ذہن تھا۔ سُنّتوں کی عظمت و شان سے بھی نااہل تھا، فکرِ آخرت سے غافل دُنیا کی رنگینیوں میں شاغل اپنی زندگی کے قیمتی ایام فُضُولیات و لَعُویات میں برباد کر رہا تھا۔ میری عیسیاں شعار زندگی میں کچھ اس طرح سُنّتوں کی بہار آئی کہ ایک مرتبہ مجھے دَعْوَتِ اسلامی کے ہفتہ وار سُنّتوں بھرے اجتماع میں شرکت کی سعادت مل گئی۔ اجتماع میں ہونے والے سُنّتوں بھرے بیان، ذکر و دُرود اور بالخصوص آخر

میں مانگی جانے والی رقت انگیز دعا نے میرے دل و دماغ پر چھائی گناہوں کی سیاہی دُور کر دی۔ زندگی کے "انمول ہیرے" گناہوں میں برباد کرنے پر مجھے ندامت ہونے لگی، سُنّتوں بھرے اجتماع میں شرکت کرنے کی برکت سے مجھے توبہ کی توفیق ملی اور میں نے نیک بننے کا ارادہ کر لیا، اسی مقدّس جذبے کے تحت پندرہویں صدی کی عظیم علمی و روحانی شخصیت، شیخ طریقت، امیر اہلسنّت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ سے بیعت ہو کر دعوتِ اسلامی کے مشکبار مدنی ماحول سے وابستہ ہو گیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ و دعوتِ اسلامی کے سُنّتوں بھرے ماحول اور اجتماع کی برکت سے جہاں مجھے پانچ وقت کی نماز پابندی سے ادا کرنے کی توفیق نصیب ہوئی، وہیں پیارے پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پیاری پیاری سُنّتوں پر عمل کرنے کا جذبہ بھی نصیب ہو گیا۔ یوں میں راہِ سُنّت کا مُسافر بن گیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ میں نے سُنّت کے مطابق چہرے پر داڑھی شریف رکھ لی، سر پر سبز سبز عمامہ شریف سجالیا اور سفید مدنی لباس زَیْبِ تَن کرنا اپنا معمول بنالیا۔ تادم تحریر اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ مکتبہ المدینہ کے ذمہ دار کی حیثیت سے اپنی خدمات سرانجام دے رہا ہوں۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بیان کو اختتام کی طرف لاتے ہوئے سُنّت کی فضیلت اور چند سُنّتیں اور آداب بیان کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت، مصطفیٰ جانِ رحمت، شمعِ بزمِ ہدایت، نوشہِ بزمِ جنت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ جنت نشان ہے: جس نے میری سُنّت سے محبت کی اُس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہو گا۔

(مَشْكَاتُ الْمصابِیح، ج ۱ ص ۵۵ حدیث ۷۷۱، ادارہ الکتب العلمیۃ بیروت)

سینہ تری سُنّت کا مدینہ بنے آقا

جنت میں پڑوسی مجھے تم اپنا بنانا

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آیئے شیخ طریقت، امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمْ اَلْعَالِیَہ کے رسالے ”101 مدنی

پھول“ سے ”اشم“ کے چار حُرُوف کی نسبت سے سُرمہ لگانے کے 4 مدنی پھول سنتے ہیں:

(1) سُنَنِ ابنِ ماجہ کی روایت میں ہے ”تمام سُرموں میں بہتر سُرْمہ ”اشم“ (اِش۔مِد) ہے کہ یہ نگاہ کو روشن کرتا اور پلکیں اُگاتا ہے۔“ (سُنَنِ ابنِ ماجہ ج ۴ ص ۱۱۵ احادیث ۳۴۹۷)

(2) پتھر کا سُرمہ استعمال کرنے میں حرج نہیں اور سیاہ سُرمہ یا کاجل بقصدِ زینت (یعنی زینت کی نیت سے) مرد کو لگانا مکروہ ہے اور زینت مقصود نہ ہو تو کراہت نہیں۔ (فتاویٰ عالمگیری ج ۵ ص ۳۵۹)

(3) سُرمہ سوتے وقت استعمال کرنا سُنت ہے۔ (مراۃ المناجیح، ج ۲، ص ۱۸۰)

(4) سُرمہ استعمال کرنے کے تین منقول طریقوں کا خلاصہ پیشِ خدمت ہے: (۱) کبھی دونوں آنکھوں میں تین تین سلائییاں (۲) کبھی دائیں (سیدھی) آنکھ میں تین اور بائیں (اٹنی) میں دو، (۳) تو کبھی دونوں آنکھوں میں دو دو اور پھر آخر میں ایک سلائی کو سُرمے والی کر کے اُسی کو باری باری دونوں آنکھوں میں لگائیے۔ (انظر: شُعَبُ الْإِجْمَاع، ج ۵ ص ۲۱۸-۲۱۹ دار الکتب العلمیۃ بیروت) اس طرح کرنے سے ان شاء اللہ تینوں پر عمل ہوتا رہے گا۔

طرح طرح کی ہزاروں سنتیں سیکھنے کیلئے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ دو کُتُب بہارِ شریعت حصہ 16 (312 صفحات) نیز 120 صفحات کی کتاب ”سُنَتیں اور آداب“ ہدیہ حاصل کیجئے اور پڑھئے۔ سُنَتوں کی تربیت کا ایک بہترین ذریعہ دعوتِ اسلامی کے مدنی قافلوں میں عاشقانِ رسول کے ساتھ سُنَتوں بھرا سفر بھی ہے۔ (101 مدنی پھول، ص ۲۷)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ

دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سُنَتوں بھرے اجتماع میں پڑھے جانے والے 6 دُرودِ پاک

شبِ جمعہ کا دُرود: اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الْحَبِيبِ الْعَالِي الْقَدْرِ الْعَظِيمِ الْجَاهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلِّمْ

بُزرگوں نے فرمایا کہ جو شخص ہر شبِ جمعہ (جمعہ اور جمعرات کی درمیانی رات) اس دُرود شریف کو پابندی سے کم از کم ایک مرتبہ پڑھے گا موت کے وقت سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت کرے گا اور قبر میں داخل ہوتے وقت بھی، یہاں تک کہ وہ دیکھے گا کہ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اسے قبر میں اپنے رحمت بھرے ہاتھوں سے اُتار رہے ہیں۔ (أَفْعَلُ الصَّلَوَاتِ عَلَى سَيِّدِ السَّادَاتِ ص ۱۵۱ ملخصاً)

(2) تمام گناہ معاف: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِهِ وَسَلِّمْ

حضرت سیدنا انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ تاجدارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: جو شخص یہ دُرود پاک پڑھے اگر کھڑا تھا تو بیٹھنے سے پہلے اور بیٹھا تھا تو کھڑے ہونے سے پہلے اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ (ایضاً ص ۶۵)

(3) رحمت کے ستر دروازے صَلَّی اللہُ عَلَیْ مُحَمَّدٍ

جو یہ دُرود پاک پڑھتا ہے تو اس پر رحمت کے 70 دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ (اَلْقَوْلُ الْبَدِیْعُ ص ۷۷)

(4) ایک ہزار دن کی نیکیاں

جَزَى اللہُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَا هُوَ أَهْلُهُ

حضرت سیدنا ابنِ عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اس دُرود پاک کو پڑھنے والے کیلئے ستر فرشتے ایک ہزار دن تک نیکیاں لکھتے ہیں۔

(مَجْمَعُ الزَّوَادِج ۱۰ ص ۲۵۴ حدیث ۱۷۳۰۵)

(5) چھ لاکھ دُرود شریف کا ثواب

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا فِيْ عِلْمِ اللّٰهِ صَلَاةً دَائِمَةً مَّرِيْدًا مِّلْكًا اللّٰهِ

حضرت احمد صاوی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْهَادِیْ بعض بزرگوں سے نقل کرتے ہیں: اس دُرود شریف کو ایک بار پڑھنے سے چھ لاکھ دُرود شریف پڑھنے کا ثواب حاصل ہوتا ہے۔ (فَضْلُ الصَّلَوَاتِ عَلٰی سَيِّدِ السَّادَاتِ ص ۱۴۹)

(6) قُرْبِ مُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی كَهٗ

ایک دن ایک شخص آیا تو حضورِ انور صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے اسے اپنے اور صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان بٹھا لیا۔ اس سے صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمْ کو تعجب ہوا کہ یہ کون ذی مرتبہ ہے! جب وہ چلا گیا تو سرکار صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے فرمایا: یہ جب مجھ پر دُرود پاک پڑھتا ہے تو یوں پڑھتا ہے۔ (الْقَوْلُ الْبَدِیْعُ ص ۱۲۵)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ